26.1.54

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ماہانہ ترجمان

الفرقان

جلد ۴ — جنوری سنہ ۱۹۵۴ء — نمبر ۱

سالانہ چندہ — پانچ روپے

قیمت پرچہ ھذا — چار آنہ صرف

ایڈیٹر
ابو العطاء جالندھری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا

باسٹھ (۶۲) سال قبل کا ایمان افروز اعلانِ حق!

۱۸۹۲ء میں جبکہ علماء پنجاب و ہند نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے خلاف تکفیر کا طوفان برپا کر رکھا تھا آپ نے تبلیغِ روحانی کے زیرِ عنوان اشتہار میں شائع فرمایا کہ:-

"یہ عاجز خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا کہ اس تکفیر کے وقت میں کہ ہر ایک طرف سے اس زمانہ کے علماء کی آوازیں آ رہی ہیں کہ لست مؤمنا۔ اللہ جلّ شانہ کی طرف سے یہ ندا ہے کہ قل انی امرت وانا اول المؤمنین۔ ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہیں کہ کسی طرح اس شخص کی بیخکنی کرو اور ایک طرف الہام ہوتا ہے یتربصون علیک الدوائر علیہم دائرۃ السوء۔ اور ایک طرف وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس شخص کو سخت ذلیل اور رسوا کریں اور ایک طرف خدا وعدہ کر رہا ہے کہ انی مہین من اراد اھانتک ۔ اللہ اجرک ۔ اللہ یعطیک جلالک ۔ اور ایک طرف مولوی لوگ فتوے پر فتوے لکھ رہے ہیں کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور ایک طرف خدا تعالیٰ اپنے الہام پر بتواتر زور دے رہا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ غرض یہ تمام مولوی صاحبان خدا تعالیٰ سے لڑ رہے ہیں۔ اب دیکھئے کہ فتح کس کی ہوتی ہے؟"

(تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۱۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باسٹھ (۶۲) سال قبل یہ پیشگوئیاں شائع فرمائی تھیں اور یہ دردناک اپیل کی تھی اور آج جمعیۃ علماء ہند کا نمائندہ لکھ رہا ہے کہ "اینٹی احمدیہ تحریک نے علماء کرام کو اپنوں اور غیروں کی نظروں میں اس قدر ذلیل اور رسوا کیا ہے کہ مجموعی حیثیت سے اس کی کوئی نظیر تاریخ میں نہیں مل سکتی"۔ (صدق ۸ جنوری ۵۴ء)

کیا ابھی لوگ احمدیت کی صداقت کے پرکھنے کے لئے کسی اور نشان کے طالب ہیں؟

علماء اور فتنۂ تکفیر

{ ذیل کا مضمون عنوانِ بالا کے ماتحت جناب مولانا عبدالماجد صاحب بی۔اے دریابادی مدیر "صدق" لکھنؤ نے اپنے اخبار کی اشاعت ۸ر جنوری ۱۹۵۴ء میں شائع کیا ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے درج کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر) }

"(جمعیۃ علماء ہند کے ایک متوسل خصوصی کے قلم سے)

حضرت مدیر صدق جدید دامت برکاتہم۔

پاکستان کو تو چھوڑ دیجئے اینٹی احمدیہ تحریک نے علماء کرام کو اپنوں اور غیروں کی نظروں میں اس قدر ذلیل اور رسوا کیا ہے کہ مجموعی حیثیت سے اس کی کوئی نظیر تاریخ میں نہیں مل سکتی حق یہ ہے کہ پاکستان کے علماء نے اپنی گردنیں خود اپنے ہاتھوں سے کاٹی ہیں اور اپنے وقار پر خود ہی خاک اڑائی ہے لطف یہ ہے کہ اس حادثہ کا اعتراف دوسرے لوگ تو کرلیں گے خود علماء کرام ہرگز نہ کریں گے۔ حق کا احق سودا ان کے سر پر ہمیشہ سوار رہا ہے انہوں نے اپنی غلطیوں سے سلطنتیں تباہ کر ڈالی ہیں مگر یہ مان کر نہیں دیا کہ ان کی تکفیر بازی ان کی اور مسلمانوں کی قبر کھود چکی ہے۔ لاہور میں جو تحقیقاتی کمیشن علماء کرام سے شہادتیں لے رہا ہے اس نے نہ صرف علماء کے وقار ہی کو بلکہ علم و فضل کو بھی بے نقاب کر ڈالا ہے۔ شہادت دینے گئے تھے اس بات کی کہ قادیانی کافر ہیں اور بتا یہ آئے کہ خیریت سے وہ خود بھی دوسروں کی نظروں میں کافر ہی قرار پائے ہیں اور وہ تکفیر بازی کی مشق آپس ہی میں ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں! مثلاً مولانا محمد علی کاندھلوی نے شہادت دیتے ہوئے بعض سوالات کے جواب میں فرمایا کہ

> ابتداء اسلام ہی سے علماء ایک دوسرے کو کافر کہتے آئے ہیں۔ مسلمانوں نے جبر و قدر کے مسئلہ پر ایک دوسرے کو کافر لکھا ہے معتزلہ اور اہل قرآن دونوں کافر ہیں۔ علماء نے امام ابن تیمیہ اور محمد عبدالوہاب کو بھی کافر قرار دیا ہے۔ علماء نے دیوبندی علماء کی بھی تکفیر کی ہے! (نوائے وقت ۲۲ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

سبحان اللہ! سرکاری کمیشن کو باور کرایا جا رہا ہے کہ خود مکفر علماء بھی کفر سے نہیں بچے اور انہوں نے تکفیر کے تیروں سے کسی بڑے چھوٹے کو نہیں چھوڑا۔ عدالت تو یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ جو علماء قادیانیوں کو بڑھ چڑھ کر کافر کہہ رہے ہیں وہ خود بھی مسلمان ہیں یا نہیں! خوش قسمتی سے علماء کرام نے عدالت کی خواہش بھی پوری کی اور باتوں ہی باتوں میں اگل گئے کہ خیریت سے وہ بھی دوسروں کی نظروں میں کافر بن چکے ہیں اور دوسرے اُن کی نظر میں خارج از ملت!

تیر بر تو علماء کا بھولا پن تھا کہ آپس کی باتیں ججوں کے سامنے کہہ بیٹھے اور یوں قادیانیوں کا بوجھ ہلکا ہوا۔ افسوسناک چیز تو یہ ہے کہ علماء نے ایک دوسرے کے خلاف باتیں کہیں اور ایک نے دوسرے کے نظریئے فیصلے اور فتوے کو جھٹلایا اور منکروں کو اپنے اوپر ہنسنے کا موقع دیا۔ ذرا علماء کرام کی گہری ریسرچ کے کچھ نمونے ملاحظہ فرمایئے!

معتزلہ، خوارج اور اہل قرآن مولانا طفیل احمد قیم جماعت اسلامی لاہور "اہل قرآن (منکرین حدیث) مسلمان نہیں ہیں"

(نوائے وقت ۱۶ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

مولانا محمد علی کاندھلوی "معتزلہ اور اہل قرآن دونوں کافر ہیں"۔

(نوائے وقت ۲۳ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

ابراہیم علی چشتی ڈپٹی سیکرٹری محکمہ اسلامیات لاہور "خارجی اور چکڑالوی دونوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں" (نوائے وقت ۳ر نومبر ۱۹۵۳ء)

مولانا امین احسن اصلاحی نائب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی "حدیث

کا منکر کافر نہیں۔ سُنّت کا منکر کافر ہے۔ حدیث قدسی کے انکار سے بھی کفر لازم نہیں آتا۔ معتزلہ اور خوارج کافر نہیں ہیں صرف بھٹکے ہوئے ہیں۔" (نوائے وقت ۲۷ر نومبر ۱۹۵۳ء)

مرتد کے بارے میں مولانا محمد علی کاندھلوی:-

"مرتد کی سزا موت ہے۔" (نوائے وقت ۴ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

ابراہیم علی چشتی:- "جو مسلمان احمدی بن جائے وہ مرتد ہے اور مرتد کی سزا موت ہے۔" (نوائے وقت ۲۹ر نومبر ۱۹۵۳ء)

محمد باقر (جماعت اسلامی):-

"اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب [illegible] الامر نہیں ہوتا۔ مرتد وہ ہے جو اسلامی مملکت کو نقصان پہنچائے۔ نہ اسلام کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنے والا سزائے موت کا مستحق ہو سکتا ہے۔"

(نوائے وقت ۲۹ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

لاہوری احمدیوں کے بارے میں مولانا ابو الحسنات امام وزیر خان لاہور:-

"لاہوری احمدی مسلمان نہیں ہیں۔" (نوائے وقت ۱۱ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

مرتضیٰ احمد خان میکش:-

"لاہوری پارٹی بھی اسلام سے خارج ہے۔" (نوائے وقت ۱۱ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

مولانا امین احسن اصلاحی (جماعت اسلامی):-

"لاہوری احمدی کافر نہیں ہیں۔ انہیں گمراہ کہا جا سکتا ہے۔" (نوائے وقت ۶ر نومبر ۱۹۵۳ء)

مولانا اختر علی خان:-

"احمدیوں کے تازہ اعلان کے بعد اب انہیں کافر نہیں کہا جا سکتا۔" (آثار ۳۰ر ستمبر ۱۹۵۳ء)

محترم! اللہ علماء کو تکفیر بازی سے روک دے ورنہ اس گروہ کا انجام بخیر نظر نہیں آتا۔ کچھ امید تھی کہ جماعت اسلامی کے امیر مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی اپنا مسلکِ اعتدال "تکفیر کے میدان سے الگ رکھیں گے اور اس بارے میں علماء کی کچھ ایسی اصلاح کر جائیں گے کہ یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے مگر افسوس ہے کہ انتی قادیانی تحریک میں وہ ایسے گرے کہ انکی ریفارمیشن کا سارا بھرم کھل گیا۔ اگر وہ ہیں رو باشد ہی ان کا مسلک تھا تو انہیں مسلمانوں پر الفاظ کا جادو تو نہ چلانا چاہیئے تھا! یہیں آکر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ قدرت نے مدیر "صدق جدید" کو بیکار پیدا نہیں کیا ہے۔ انہوں نے تکفیر بازی کے اس دور میں جس دور رس نگاہی کا ثبوت دیتے ہوئے فتنہ تکفیر پر ضرب لگائی ہے اس پر ہم تو کیا شاید کوئی اسلئے الامجدد ہی داد دے سکے گا۔ مدیر صدق جدید کی یہ جرأت تو اپنے مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بھی ماند پڑ سکی۔ اسی لئے تو موصوف سے درخواست ہے کہ اس فتنہ سے سختی کے ساتھ نپٹا کریں اور مسلمان فرقوں کو اس امتحان سے ہمیشہ کے لئے نجات دلا دیں۔ تاکہ ایک طرف علماء کا وقار قائم رہے دوسری طرف خدا، رسول، الکتاب اور یوم آخرۃ پر ایمان لانے والے اور کلمۂ شہادت کے شریک زبردستی اسلام سے باہر نہ کئے جا سکیں! مدیر صدق کے بعد کوئی نظر نہیں آتا جو اس میدان میں اپنی جرأت کا ثبوت دے سکے۔ اگر موصوف نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے کوئی مستقل منصوبہ نہیں بنایا تو قدرت کی باتیں تو دوسری ہیں علماء کو اس کا احساس دلانے والا بھی ڈھونڈے سے نہ مل سکے گا!" (صدق جدید لکھنؤ ۸ر جنوری ۱۹۵۴ء)

الفرقان کا "قرآن نمبر"

ماہ دسمبر ۱۹۵۳ء میں الفرقان کا قرآن نمبر شائع ہوا ہے جو نہایت اہم اور قیمتی مضامین پر مشتمل ہے اس نمبر کی کچھ کاپیاں دفتر میں موجود ہیں۔ شائقین حضرات ایک روپیہ قیمت بھیج کر طلب فرمائیں۔ (مینیجر)

تعلیم اللغۃ العربیۃ

عربی زبان کے متعلق آسان اسباق

تیرھواں سبق (۱۳)

اسم مفعول (جس پر فعل واقع ہو) اور اس کے صیغے!

(۱)

مَضْرُوْبٌ (جسے مار پڑی ہو) مَقْتُوْلٌ (جس کو قتل کیا گیا ہو)
مَأْكُوْلٌ (کھائی ہوئی چیز) مَشْرُوْبٌ (پی ہوئی چیز)۔
مَسْحُوْرٌ (جس پر سحر کیا گیا ہو) مَطْلُوْبٌ (جس کی تلاش ہو)
مَعْلُوْمٌ (جس کا علم حاصل ہو) مَسْرُوْرٌ (جسے خوش کیا گیا ہو)
مَسْلُوْبٌ (چھینی ہوئی چیز) مَفْتُوْحٌ (کھولا ہوا یا فتح کیا ہوا)

مندرجہ بالا دس الفاظ اسم مفعول کی مثالیں ہیں۔ یہ سادی مثالیں فعل ثلاثی سے بنائی گئی ہیں۔ **قاعدہ** یہ ہے کہ اسم مفعول ثلاثی فعل (تین حرفوں والے فعل) سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر بنتا ہے جیسے ضَرَبَ ثلاثی فعل ہے اس سے اسم مفعول مَضْرُوْبٌ بنے گا۔ زَرَعَ سے مَزْرُوْعٌ بنے گا۔ لیکن اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اسم مفعول صرف متعدی فعل سے بنتا ہے لازم فعل جیسے جَلَسَ (وہ بیٹھ گیا) یا نَامَ (وہ سو گیا) وغیرہ ہیں ان سے اسم مفعول نہیں بنتا۔

(۲)

آپ مندرجہ ذیل افعال سے اسم مفعول بنائیں :-

كَتَبَ	سَجَدَ	رَفَعَ	عَقَلَ	دَفَعَ
اس نے لکھا	اس نے سجدہ کیا	اس نے بلند کیا	اس نے سمجھا	اس نے دھکا دیا
وَلَدَ	نَسَجَ	مَسَحَ	مَاتَ	ذَبَحَ
اس نے جنا	اس نے بنا	اس نے مسح کیا	وہ مر گیا	اس نے ذبح کیا

نوٹ :- یاد رہے فعل لازم سے اسم مفعول نہیں بنا کرتا۔

(۳)

اسم فاعل کی طرح اسم مفعول کے بھی چھ صیغے ہوتے ہیں۔

مثلاً :-

مَقْتُوْلٌ	مَقْتُوْلَانِ	مَقْتُوْلُوْنَ
(مذکر واحد)	(مذکر تثنیہ)	(مذکر جمع)
مَقْتُوْلَةٌ	مَقْتُوْلَتَانِ	مَقْتُوْلَاتٌ
(مؤنث واحد)	(مؤنث تثنیہ)	(مؤنث جمع)

(۴)

مندرجہ ذیل فقرات کا ترجمہ کریں :-

۱- یہ مرغ ذبح کیا گیا ہے۔
۲- ان دو شخصوں کو پیٹا گیا تھا۔
۳- یہ کپڑا عمدہ طور پر بنا ہوا ہے۔
۴- آپ کی باتیں عقل کے خلاف ہیں۔
۵- یہ کس کا بیٹا ہے۔
۶- ہر نبی کا رفع اللہ کی طرف ہوتا ہے۔
۷- یہ مال یتامیٰ کو دیا گیا ہے۔
۸- یہ کس کا خط ہے؟
۹- اس مکان کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔
۱۰- یہ طالب علم ہمیشہ خوش رہتا ہے۔

چودھواں سبق (۱۴)

الفاظ

طَيِّبٌ	نِدَاءٌ	يَمَامَةٌ	حَمَامَةٌ	إِثْمٌ
پاکیزہ	آواز	فاختہ	کبوتری	گناہ
شِقَاقٌ	بِرٌّ	بَرٌّ	لُبٌّ	مِيْقَاتٌ
مخالفت	نیکی	نیک انسان	عقل، مغز	مقررہ وقت

عُدْوَانٌ	نُسُكٌ	حَرْثٌ	اَلْخِصَامُ
زیادتی	قربانی	کھیتی	جھگڑا
مُبَشِّرٌ	مُنْذِرٌ	اِبْنُ السَّبِيْلِ	خَمْرٌ
خوشخبری دینے والا	ڈرانے والا	مسافر	شراب
اَلْقِتَالُ	اَلْمَيْسِرُ		
جنگ	جوا بازی		

فقرات

۱۔ هٰذَا مَالٌ حَلَالٌ طَيِّبٌ
یہ مال حلال اور پاکیزہ ہے۔

۲۔ اِصْطَادَ زَيْدٌ يَمَامَةً
زید نے فاختہ کا شکار کیا۔

۳۔ هٰذَا نِدَاءُ الْمُؤَذِّنِ
یہ مؤذن کی آواز ہے۔

۴۔ اَرْسَلْتُ حَمَامَةً اِلَى الصَّحْرَاءِ
میں نے صحرا کی طرف ایک کبوتری بھیجی۔

۵۔ لَيْسَ فِيْ هٰذَا الْقَوْلِ اِثْمٌ
اس بات میں کوئی گناہ نہیں۔

۶۔ لَا تَجْعَلُوْا شِقَاقًا بَيْنَ الْاِخْوَانِ
بھائیوں کے درمیان مخالفت پیدا نہ کرو۔

۷۔ اِعْمَلْ عَمَلَ بِرٍّ تُذْكَرْ
نیک کام کرو تمہاری یاد قائم رہے گی۔

۸۔ بَكْرٌ رَجُلٌ بَرٌّ
بکر نیک آدمی ہے۔

۹۔ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ
وہ عقل والے لوگ ہیں

۱۰۔ اِنَّ لِلصَّلٰوةِ مِيْقَاتًا
نماز کا وقت مقرر ہے۔

۱۱۔ لَا تَرْتَكِبْ عُدْوَانًا (زیادتی کا ارتکاب نہ کر)

۱۲۔ هٰذِهٖ نَسِيْكَتِيْ
یہ میری قربانی ہے۔

۱۳۔ مَتٰى يَنْضَجُ زَرْعُ هٰذَا الْحَقْلِ
اس کھیت کی کھیتی کب پکے گی۔

۱۴۔ اَنَا صَاحِبُ هٰذَا الْحَرْثِ
یہ کھیتی میری ہے۔

۱۵۔ خِصَامُهُمَا لَا يَنْتَهِيْ عِنْدَ حَدٍّ
ان دونوں کا جھگڑا کہیں ختم نہیں ہوتا۔

۱۶۔ كُلُّ نَبِيٍّ مُبَشِّرٌ وَّمُنْذِرٌ
ہر نبی مبشر و منذر ہوتا ہے۔

۱۷۔ اَطْعِمِ ابْنَ السَّبِيْلِ وَالْيَتِيْمَ
مسافر اور یتیم کو کھانا کھلاؤ۔

۱۸۔ اَلشَّجَاعَةُ تَظْهَرُ عِنْدَ الْقِتَالِ
بہادری لڑائی کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔

۱۹۔ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ اِثْمٌ كَبِيْرٌ
شراب اور جوئے میں بہت گناہ ہے۔

عربی میں ترجمہ کریں!

(۱) میں نے دو کبوتر شکار کئے (۲) تمہاری آواز بہت بلند ہے۔ (۳) میں اس کھیت کے کنارے پر کھڑا تھا (۴) یہ فاختہ میری ہے۔ (۵) نیکی ہمیشہ نفع دیتی ہے (۶) ہر کام وقت پر کرو (۷) تمہارا جھگڑا کب تک جاری رہیگا (۸) تیری قربانی کہاں ہے (۹) سخاوت کب ظاہر ہوتی ہے (۱۰) زید شراب کے قریب نہیں جاتا (۱۱) یہ مسافر میرا بھائی ہے (۱۲) تم عقلمندوں میں شامل ہو جاؤ (۱۳) لوگوں کو خوشخبری دو کہ وہ نجات پا جائینگے (۱۴) زید کی دونوں بہنیں قتل کر دی گئی ہیں (۱۵) یہ گھڑی چینی ہوتی ہے (۱۶) خوش لہجے والا انسان کامیاب ہوتا ہے (۱۷) یہ طالب علم اپنے بھائیوں سے ہمیشہ مخالفت کرتا رہتا ہے (۱۸) مرغ کب اذان دیتا ہے۔ (۱۹) حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ (۲۰) شراب پینا بڑا گناہ ہے +

حضرتِ یونس علیہ السّلام کا ایمان افروز واقعہ صحیفۂ فطرت میں[1]

(از مکرم ملک نذیر احمد صاحب ریاض - واقفِ زندگی)

سرزمینِ عراق کی ایک بستی نینوی جو تہذیب و تمدن کا گہوارہ اور آبادی کے لحاظ سے قریباً سوا لاکھ نفوس پر مشتمل تھی، جہاں کے باشندے کفر و شرک کے جنگل میں گم ہو چکے تھے، جن کی متمردانہ کوششیں اس حد تک تجاوز ہو چکی تھیں کہ علی الاعلان خدا سے بغاوت کی مستی کے اظہار میں بھی کوئی [illegible] نہ سمجھتے تھے۔ الٰہی قوانین اور مذہبی احکام کی [illegible] کی جاتی بلکہ انہیں در خورِ اعتنا ہی نہ سمجھا جاتا۔ شرم و حیا کی قباؤں کو چاک کر کے وحشت و بربریت کا وہ ننگا مظاہرہ کیا جاتا جس سے انسانیت کی جبیں عرقِ انفعال سے تر ہو جاتی۔ تنعّم و عیش پرستی ان کی زندگی کا دلچسپ مشغلہ تھا۔

اس تمام بستی میں صرف ایک سعید رُوح، ایک دردمند دل اور ایک بلیغ نظر انسان تھا جس کی نگاہیں یہ رُوح فرسا منظر دیکھ رہی تھیں اور اس کا دل اِن ننگِ آدمیت حرکات کو دیکھ کر اور ان کے خوفناک انجام کو سوچ کر اندر ہی اندر پگھل رہا تھا۔

وہ اولوالعزم وجود حضرت یونس علیہ السلام تھے۔

اہلِ نینوی "جب اپنی ناشائستہ حرکات میں روز بروز بڑھتے ہی چلے گئے" تو حضرت یونسؑ نے اس بدبخت قوم کو تباہی سے بچانے کا تہیّہ کر لیا اور ان کو راہِ راست پر لانے کی سعی میں مصروف ہو گئے۔ آپؑ نے ہر ممکن تدبیر بروئے کار لا کر اُن کی غلطیوں پر اُن کو آگاہ کیا اور افعالِ شنیعہ سے باز رہنے کی اُن کو تلقین کی۔ آپؑ ہر میلہ اور مجلس میں پہنچ کر قوم کی شوریدہ بختی کا ذکر کرتے اور اُن کو ہدایت و رُشد کی طرف بُلاتے۔ اُس غمگسار انسان کی طرح جس کے دل کی گہرائیوں میں شفقت و محبت کا چشمہ اُبل رہا ہو اور جس کے سینے کی مطمئن خلوتیں تموّج و اضطراب کی آماجگاہ بن گئی ہوں چنانچہ آپؑ نے ہر موقع پر اپنی قوم کی طرف رأفت و رحمت کا دامن پھیلایا لیکن

طوطی کی نقار خانے میں بھلا سنتا ہی کون ہے۔

سوا لاکھ کی آبادی میں ایک متنفس بھی ایسا نہ اٹھا جو اس درد و کرب میں ڈوبی ہوئی آواز پر کان دھرتا اور خدا کی طرف بلانے والے کی [illegible] - بلکہ وہ تو عواقب سے بے نیاز ہو کر اپنی [illegible] جو ایک ہی ڈگر پر چلے جا رہے تھے۔ ہر قسم کی خرابیاں اُن کی رگ و ریشہ میں اس طرح سرایت کر چکی تھیں کہ [illegible] امر کے متعلق [illegible] بلکہ وہ تو سوسائٹی کے ہر قسم کے بندھنوں کو توڑ کر آزادانہ زندگی کی لطافتوں سے حظ اٹھانے اور کھل کھیلنے کے متمنی تھے۔ انہوں نے جب حضرت یونسؑ کی تبلیغی مساعی کو تیز تر ہوتے دیکھا تو اُن کے ہر قسم کے احترام کو بالائے طاق رکھ کر کھلے بندوں مخالفت پر اُتر آئے اور اس نیکی کے پیامبر اور صلح کے علمبردار کو ہر قسم کی ایذا پہنچانے کی مذموم تدابیر سوچنے لگے۔

ہر چند کہ حضرت یونسؑ کے پائے استقلال میں جنبش نہ آئی اور وہ ایک مضبوط چٹان کی طرح فرضِ منصبی کی انجام دہی میں سرتوڑ کوششوں میں مصروف رہے لیکن سالہا سال کی محنتِ شاقہ کے بعد جب انہوں نے اپنی تمام جدّ و جہد کو رائگاں ہوتے اور اپنی عمر کے ایک بڑے حصّہ کو بے مصرف ضائع ہوتے دیکھا تو ان کا حساس دل غم و الم سے معمور ہو گیا۔ ان کی رُوح شدّتِ اضطراب سے تڑپ اٹھی۔ ان کے قوائے عملیہ میں اضمحلال کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے۔

قوم کی غفلت شعاری حضرت یونسؑ کے لئے انتہائی تکلیف

[1] اس مضمون میں واقعات کو اپنے تصوّر کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے - (ایڈیٹر)

ثابت ہوئی کہ وہ زبانِ حال سے یہ کہتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے ؎

امروز قومِ من نہ شناسد مقامِ من
روزے بگریہ یاد کنند وقتِ خوشترم

(مسیح موعود علیہ السلام)

اور اپنے دل میں عہد کر لیا کہ ان سرد مہر لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر بستی سے دُور کہیں چلا جاؤں اور پھر کبھی اس طرف کا رُخ نہ کروں۔ چنانچہ آپؑ نے قوم کے اس طرزِ عمل سے نادم ہو کر انتہائی غصہ کی حالت میں ان کے لئے عذابِ الٰہی کی بددُعائی اور اپنے عزم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے چل پڑے۔ طویل مسافت طے کرتے ہوئے آپؑ دریائے فرات کے ساحل پر آ پہنچے جہاں انہیں مسافروں سے بھری ہوئی کشتی نظر آئی جو دوسرے کنارے پر جانے کو تیار ہی تھی۔ آپؑ اس میں سوار ہو گئے۔

کشتی دریائے فرات کے سینہ کو چیرتی، ہَوا کے جھونکوں کا مقابلہ کرتی اور بادبانوں کو اڑاتی چلی جا رہی تھی کہ اچانک ہُوا میں تیزی و تُندی پیدا ہونی شروع ہوئی جس نے رفتہ رفتہ اچھے خاصے طوفان کی شکل اختیار کر لی۔ وہی کشتی جس کا موجوں پر پورا تسلط تھا اب موجوں کے تلاطم میں ڈانواں ڈول ہو رہی تھی اور مہیب لہروں کے تھپیڑے کشتی سے کھیلنے لگے۔ ملاح اس ہیبت ناک منظر کو خوف زدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے مسافروں کے چہروں پر خوف و ہراس سے ہوائیاں اُڑ رہی تھیں اور عبرت ناک انجام کے تصور سے اُن کے دل ڈوبنے لگے۔

جب اہلِ کشتی کو غرق ہونے کا یقین ہو گیا تو اپنے عقیدہ کے مطابق ان میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔

"ضرور کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگا ہُوا اس میں سوار ہے۔ جب تک اس کو بلی دیوتا کی بھینٹ نہ چڑھایا گیا ہماری نجات ناممکن ہے"

لیکن بھری کشتی میں سے کسی کو اس قربان گاہ پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ سب اپنی اپنی جگہ سہمی ہوئی نگاہوں سے اس اولوالعزم کو دیکھنے کے متمنی تھے جو اُن کو بچانے کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دے۔

حضرت یونسؑ نے جب یہ سُنا تو اُن کو دل ہی دل میں اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا کہ شاید میرا وحیِ الٰہی کا انتظار کئے بغیر "نینوی" سے چلے آنا خدا کو پسند نہیں آیا اور یہ میری آزمائش کا وقت ہے۔ چنانچہ آپؑ اہلِ کشتی سے یوں گویا ہوئے:۔

"دوستو! میں ہی وہ غلام ہوں جو اپنے آقا سے بھاگا ہُوا ہے مجھے پھینک کر نجات حاصل کرو"

لیکن ملاح آپؑ کی بزرگانہ شان اور تقدس سے اسقدر متأثر تھے کہ انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور آپس میں طے کیا کہ قرعہ اندازی کی جائے۔ چنانچہ جب تین مرتبہ قرعہ اندازی کے باوجود قرعہ حضرت یونسؑ کے نام ہی نکلا جو قوم کی اصلاح سے دل برداشتہ ہو کر ایک نامعلوم منزل کی طرف رواں تھے تو ملاحوں نے مجبوراً آپؑ کو دریا میں ڈال دیا۔

لیکن قدرت کے نہاں در نہاں اسرار کی بھلا کس کو خبر ہے۔ وہ یونسؑ جسے لوگوں کی نفس پرستی نے اپنے اوہامِ باطلہ کی تسکین کے لئے متلاطم امواج کے سپرد کر دیا تھا خدا کے حکم سے اس کو ایک نہنگِ آبی نے سالم نگل لیا۔ اس طرح حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں گرفتار ہو گئے اور کشتی چند ہچکولے کھا کر دریا کی موجوں کی نذر ہو گئی۔

مچھلی کے پیٹ میں گو حضرت یونسؑ کے ظاہری حواس معطل ہو چکے تھے لیکن دماغی قویٰ بیدار تھے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ آخر کس جُرم کی پاداش میں مجھے اس عذاب میں گرفتار کیا گیا ہے۔ پھر خود ہی ان کو خیال آیا کہ دراصل وہ عظیم الشان کام اور اہم ترین فریضہ تبلیغ جو میرے سپرد تھا میں اس میں پامردی کا ثبوت نہ دے سکا اور وحیِ الٰہی کا انتظار کئے بغیر بھاگ نکلا اسلئے اس ابتلاء میں ڈالا گیا ہوں۔ اس خیال کے آتے ہی ان کی آنکھوں سے تمام قسم کے حجابات دُور ہو گئے شدتِ گریہ سے اُن کی رُوح تڑپ اٹھی اور بے ساختہ یہ کلمات زبان پر جاری ہوئے

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ

مِنَ الظّٰالِمِیْنَ۔

یعنی اِس وسیع کائنات میں بجز تیرے کوئی بھی معبود نہیں، تیری ذات ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے میں ہی درحقیقت اپنی جان پر ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔

حضرت یونسؑ نے بار بار اِس دُعا کو خدا کے حضور ملتجیانہ رنگ میں پڑھ کر مغفرت طلب کی۔ آخر خدا نے آپؑ کی دُعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور اِس نہنگِ آبی نے خدا کے حکم سے ساحل پر آکر ایک کھلے اور چٹیل میدان میں اس الٰہی امانت کو جس طرح نگلا تھا اسی طرح اُگل دیا اور خود دریا کی وسعتوں میں غائب ہو گیا۔ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے آپؑ کا جسم پرندے کے نوزائیدہ بچے کی مانند ہو گیا تھا اور آپؑ تمام رات بے حسی اور بے ہوشی کے عالم میں پڑے رہے۔ ایسی حالت میں جبکہ آپؑ کا نحیف و زار جسم ایک لوتھڑے سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا خدا نے اسکی حفاظت کے لئے ایک کدو کی بیل اُگا دی۔ چنانچہ رفتہ رفتہ آپؑ کی حالت روبہ اصلاح ہونی شروع ہوئی۔ سورج کی گرمی سے آپؑ کے اعصابِ جسمیہ میں بیداری پیدا ہونے لگی لیکن ابھی تک آپؑ میں اتنی سکت نہ تھی کہ اپنے متعلق کچھ سوچ پاتے۔ البتہ اس عالمِ خود فراموشی میں انہی دعائیہ کلمات کا ورد جاری تھا۔

لا الٰہ الّا انت سبحانک انّی کنت
من الظالمین۔

چنانچہ چند روز کے بعد حضرت یونسؑ خود کو اس عالمِ رنگ و بُو میں بقائمی ہوش و حواس پا کر بارگاہِ ربّ العزّت میں سجداتِ شکر بجالائے۔ یہاں رہتے ہوئے آپؑ کو کئی روز ہو گئے۔ ایک دن حضرت یونسؑ نے دیکھا کہ اس بیل کی جڑ کو کیڑا لگ گیا ہے جس نے بیل کو جڑ سے کاٹ دیا ہے۔ چنانچہ رفتہ رفتہ وہ سوکھنے لگی جسے دیکھ کر حضرت یونسؑ کو شدید غم ہوا۔ تب خدا نے آپؑ کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"یونس! تم کو اِس حقیر سی بیل کے سوکھنے پر اتنا رنج ہوا لیکن تم نے اتنا نہ سوچا کہ "نینویٰ" میں جو ایک لاکھ سے زیادہ میری مخلوق بس رہی ہے اس کو تباہی و بربادی کی نذر کرنا ہمیں کتنا ناگوار ہوگا؟ اور کیا ہم ان پر اس سے زیادہ شفیق و مہربان نہیں جتنا تم اس بیل پر ہو سکتے ہو۔ نبی کی شان سے یہ بعید تھا کہ وہ قوم کے حق میں بددعا کرنے کے بعد میرے جواب کا انتظار کئے بغیر چلا جاتا"

جب حضرت یونسؑ "نینویٰ" کے باشندوں کے لئے بددُعا کر کے غیظ و غضب کے عالم میں چلے آئے تھے تو اہلِ نینویٰ آپؑ کے اس طرح بستی کو چھوڑ کر چلے جانے سے بے حد آزردہ ہوئے۔ نیز کچھ بددُعا کے آثار دیکھ کر اُن کو یقین سا ہو گیا تھا کہ حضرت یونسؑ ضرور خدا کے سچے فرستادہ ہیں اور ہم عذابِ الٰہی میں یقیناً گرفتار ہو کر رہیں گے۔ تب بادشاہ سے لیکر رعایا تک ہر متنفس کا دل خوف اور دہشت سے کانپنے لگا اور وہ حضرت یونسؑ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تا اپنے سابقہ گناہوں کی معافی چاہتے ہوئے اُن کی غلامی کا جُوا اپنی گردن پر رکھنے کی سعادت حاصل کریں۔

اہلِ نینویٰ کی آنکھوں کے سامنے اپنی سابقہ حرکات اور گھناؤنے افعال کا کریہہ منظر آ گیا۔ چنانچہ اپنے گناہوں کی مغفرت چاہنے اور خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے انہوں نے یہ طریق اختیار کیا کہ آبادی سے کافی دُور بستی کے تمام چوپائیوں کو چارہ کے ہمراہ لے آئے۔ اسی طرح بچّوں کو ماؤں سے جدا کیا اور تمام تر دُنیوی علائق سے بے تعلق ہو کر سب نے انتہائی گریہ و زاری سے خدا کی بارگاہ میں مغفرت کی التجائیں کرنی شروع کیں۔ چوپائیوں نے بھوک کی وجہ سے ڈکارنا اور بچّوں نے دُکھ بھری آواز میں بلبلانا اور باقی تمام باشندوں نے خدا کے حضور گڑگڑانا شروع کر دیا جس سے ایسا کہرام مچا جو اپنے اندر قیامت کا نمونہ رکھتا تھا۔ چنانچہ جب سب نے رو رو کر سچے دل سے خدا کے حضور سر بسجود ہو کر اپنے کفران و عصیان کی معافی چاہی اور عرض کیا کہ

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا جَاۗءَ بِہٖ یُوْنُسُ

اے ہمارے رب! حضرت یونسؑ جو پیغام لیکر آئے تھے ہم اس کی تہ دل سے تصدیق کرتے ہیں۔ تو آخر خدا کی رحمت

جوش میں آئی - اُس سے اپنے بندوں کا تڑپنا نہ دیکھا گیا اور اپنے فضل سے عذاب اُن سے ٹلا دیا -

اب خدا نے حضرت یونس علیہ السلام کو دوبارہ اپنی قوم کی طرف جانے کا حکم دیا تا وہ بے شمار مخلوق جو دولتِ ایمان سے مالا مال ہونے اور اس نور سے اپنے قلب و نظر کو منور کرنے کے لئے بے قرار ہو رہی ہے ان کی راہنمائی کریں - چنانچہ آپؑ ارشادِ خداوندی کی تعمیل میں نئے جوش نئے ولولوں اور نئے عزم کے ساتھ اپنی قوم کے پاس آئے - اہلِ نینوی آپؑ کو دیکھ کر بے حد مسرور ہوئے اور آپؑ کی قیادت میں روحانی منازل طے کرنے لگے -

حضرت یونس علیہ السلام کے اس نصیحت آموز واقعہ میں صبر و استقلال اور عزم و ثبات کو عجیب دلآویز اور دلنشین پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے - اس میں اُن مصلحینِ قوم اور راہنمایانِ ملت کے لئے درسِ عبرت ہے جو اپنی مساعی کو جلد نتیجہ خیز اور بار برگ و بار ہوتے نہ دیکھ کر پریشان خاطر اور دل برداشتہ ہو جاتے ہیں اور اپنے فرائضِ منصبی کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے -

اِس میں اس امر کی طرف بھی لطیف اشارہ ہے کہ کرۂ ارض پر خدا کی حکومت کو قائم کرنے والے اور اخلاقِ فاضلہ سے دُنیا میں خوشگوار انقلاب پیدا کرنے کے داعی غیر متزلزل عزم اور آہنی ارادہ کے ساتھ اپنی تمام تر کوششوں کو صرف کر دینے اور پھر ہر لمحہ خدا سے اعانت چاہنے سے ہی کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں -

ہماری جماعت کو بھی چونکہ خدا نے اپنے خاص فضل سے اِس زمانہ کے مامور کی شناخت کی سعادت بخش کر اقوامِ عالم کی اصلاح کے عظیم الشان منصب پر کھڑا کیا ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ان قرآنی حقائق کو اپنے قلوب کی گہرائیوں میں جگہ دے کر الٰہی منشاء کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں *

یتیم پوتے کیلئے وراثہ کا سوال

اہلِ علم اصحاب کو دعوتِ فکر

وراثت کے متعلق اسلام کا شرعی نظام اپنے اندر بڑی حکمتیں رکھتا ہے - قرآن مجید نے ورثاء کے حقوق کو بیان کرتے ہوئے ان حکمتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے - اس نظام کی پابندی دین کا ایک حصہ ہے - اس نظام کی پابندی کو اللہ تعالےٰ نے فرض قرار دیا ہے - پاکستان کے مسلمانوں میں زبردست خواہش ہے کہ وہ اسلام کے قانونِ وراثت کو جاری کریں - اس سلسلہ میں یتیم پوتے کی وراثت کا سوال جذبات اور علم کے درمیان کشمکش کا موجب بن رہا ہے -

ایک دوست نے اِس بارے میں ایک مضمون ارسال فرمایا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اِس مضمون کے دونوں پہلوؤں پر یکجائی طور پر سیر حاصل بحث ہو کر کسی نتیجہ پر پہنچا جائے

اپیل

ہم تمام اہلِ علم اصحاب کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اِس بارے میں اپنے اپنے خیالات، رجحانات اور دلائل قلمبند فرما کر جلد ارسال فرماویں تاکہ الفرقان کے آئندہ نمبر میں اس مضمون پر قارئین کرام مفصل بحث مطالعہ فرما سکیں *

ایڈیٹر الفرقان
ربوہ

مسلمان کون ہے؟

قرآن مجید، احادیث اور فقہ کی روشنی میں جماعت احمدیہ کے اسلام کا فیصلہ!

(از جناب چودھری احمد الدین صاحب پلیڈر۔ گجرات)

اگر ایک شخص دل میں اسلام کو سچا مانتا ہو، خدا کی ہستی، آنحضرتؐ کی رسالت، ملائکہ کے وجود، قرآن کے منجانب اللہ ہونے اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ مگر زبان سے اقرارِ اسلام نہ کرتا ہو تو ہم اس کو مسلمان سمجھ کر دینی اور دُنیوی معاملات میں اس کے ساتھ مسلمانوں والا برتاؤ نہیں کر سکتے اور وہ حقوق اس کو حاصل نہیں ہو سکتے جو ایک مسلمان کہلانے والے کو بحیثیت مسلمان کے حاصل ہوتے ہیں۔ اور نہ وہ ذمہ داریاں اس پر عائد ہو سکتی ہیں جو ایک مسلمان کہلانے والے پر بحیثیت ایک مسلمان کے عائد ہوتی ہیں۔ لیکن اگر ایک شخص زبان سے اقرارِ اسلام کرتا ہو۔ خدا کی ہستی، آنحضرتؐ کی رسالت، ملائکہ کے وجود، قرآن کے منجانب اللہ ہونے اور روزِ آخرت کا قائل ہو۔ مگر دل میں وہ اسلام کو سچا نہ مانتا ہو اور اپنے دلی اعتقاد کو اشارۃً وکنایۃً بھی ظاہر نہ کرتا ہو تو ہم اس کے ساتھ دینی اور دُنیوی معاملات میں مسلمانوں کا سا برتاؤ کرنے پر شرعاً مجبور ہوں گے اور اس کو وہ تمام حقوق دیں گے جو ایک مسلمان کو بحیثیت مسلمان کے شرعاً حاصل ہوتے ہیں۔ اور اس پر وہ تمام ذمہ داریاں عائد کریں گے جو ایک مسلمان پر شرعاً ہوتی ہیں۔

جو زبان سے بھی اقرارِ صداقتِ اسلام کرتا ہو اور دل میں بھی اس کے سچا ہونے کا معتقد ہو وہ قرآن کی اصطلاح میں مومن کہلاتا ہے۔ اور جو دل سے معتقدِ اسلام نہ ہو مگر زبان سے اقرارِ اسلام کرتا ہو وہ قرآن کی اصطلاح میں مومن نہیں ہوتا اگرچہ وہ شرعاً مُسلم تصور ہوتا ہے۔ جو مومن ہوگا وہ مُسلم بھی ضرور ہوگا، لیکن جو مُسلم ہو ضروری نہیں کہ وہ مومن بھی ہو۔ چونکہ دلی اعتقاد کا واقف صرف خدا ہوتا ہے جو عالم الغیب ہے اسلئے ہم کسی مسلمان کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ تو مومن نہیں ہے اور نہ اس پر کفر والی حد لازمی ہوتی ہے۔

(۱) الاسلام فی الشرع (۱) اسلام کی شرعاً دو قسمیں ہیں۔

علیٰ ضربین احدھما	(۱) جس میں ایمان لازم نہ
دون الایمان وھو	ہو صرف زبان سے اقرار
الاعتراف باللسان	کیا جائے دل میں اعتقاد
وبہ یحقن الدم	ہو یا نہ ہو۔ ایسا اقرار
حصل معہ الاعتقاد	کرنے والا شخص قتل کی سزا
اولم یحصل وایاہ	کا مستوجب نہیں ہوتا جیسا کہ
قصد بقولہ قَالَتِ	خدا نے فرمایا "بادیہ نشین
الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ	عربوں نے کہا ہم ایمان
لَمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْا	لائے۔ ان کو کہدو کہ تم نے
اَسْلَمْنَا ۔ والثانی	ابھی ایمان حاصل نہیں کیا
فوق الایمان وھو	تم یہ کہو کہ ہم مسلمان ہوئے"
ان یکون مع الاعتراف	(۲) یہ کہ ساتھ ایمان بھی
اعتقاد بالقلب و	ہو یعنی زبانی اقرار بھی ہو
وفاء بالفعل والاستسلام	اور دل میں بھی اعتقاد ہو اور
للہ فی جمیع ما قضیٰ	اپنے فعل سے وفاداری ظاہر کی جائے۔

وقد ذکر کما ذکر فی ابراهیم علیہ السلام فی قوله قَالَ لَهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ وقوله اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وفی قوله تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وقوله اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ (مفردات امام راغب)

اور اللہ تعالیٰ کے تمام فیصلہ جات کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے اس اقرار کو پورا کیا جائے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے "جب ابراہیم کو اس کے رب نے کہا کہ تو مطیع اور فرمانبردار ہو جا تو ابراہیم نے کہا کہ میں تمام جہانوں کے مالک خدا کا مطیع اور فرمانبردار ہو گیا ہوں" اور جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ دعا قرآن میں درج ہے "اے خدا مجھے ایسی حالت میں وفات دے کہ میں تیرا مطیع اور منقاد ہوں" اور جیسا کہ خدا آنحضرتؐ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے "تو انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور پھر سر تسلیم خم کر دیتے ہیں"

(۲) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (۵/۹۶) قیل نزلت فی من قتل مع اقراره بالاسلام ومطالبته بالصلح (مفردات راغب)

(۲) اس شخص کو جو تم کو السلام علیکم کہے یہ مت کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔

امام راغب اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ آیت ایسے شخص کے حق میں نازل ہوئی جو باوجود یکہ اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرتا تھا اور صلح کا طالب تھا قتل کیا گیا۔

(۳) ویراد بالایمان اذعان النفس للحق علی سبیل التصدیق وذلك باجتماع ثلاثة اشیاء التحقیق بالقلب واقرار باللسان وعمل بحسب ذلك بالجوارح وعلی هذا قوله وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ (۲۷/۱۹) (مفردات راغب)

(۳) ایمان سے مراد حق کیلئے نفسِ انسانی کی اطاعت بطریق تصدیق ہے اور یہ تین طرح پر ہے (ا) دل میں حق کا معتقد ہونا۔ (ب) زبان سے اس کا اقرار کرنا (ج) اعضاء کے ذریعہ سے اس اقرار کے مطابق عمل پیرا ہونا۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہ بڑے راستباز ہیں۔

(۴) (انّ المسلمین و المسلمات) الداخلین فی السلم المنقادین لحکم اللّٰہ (والمؤمنین والمؤمنات) المصدقین بما یجب ان یصدق به (تفسیر بیضاوی)

(۴) مسلمین اور مسلمات سے وہ مرد اور عورتیں مراد ہیں جو اسلام میں داخل ہو جائیں اور خدا کے حکم کی اطاعت کریں۔ اور مؤمنین اور مؤمنات سے وہ مرد اور عورتیں مراد ہیں جو اس امر کی تصدیق کریں جس کا تصدیق کرنا واجب ہے۔

جو شخص دوسروں کے حق میں دست اندازی نہ کرے

اور ظلم و ستم سے کنارہ کش ہو جائے اور حکم مان لے اس کو بھی مُسلم کہا گیا ہے۔

(۱) وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ ۔ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا (۲۹/۱۴)

(۱) اور ہم میں سے ماننے والے بھی ہیں اور ہم میں سے ظالم بھی ہیں جو دوسروں کے حق میں دست اندازی کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ مان لیتے ہیں وہی ہدایت کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جو شرک کو چھوڑ دے اور واحد خدا کا پرستار ہو اس کو بھی مُسلم کہا گیا ہے۔

(۱) مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّ لَا نَصْرَانِيًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۳/۹۱)

(۱) ابراہیم نہ یہودی نہ عیسائی تھا وہ تو واحد خدا کا پرستار مُسلم تھا اور مشرک نہیں تھا۔

مومن کی تعریف قرآن میں یہ کی گئی ہے کہ وہ خدا اور اسکے رسول پر ایمان لاتا ہے۔ پھر شک کو اپنے دل میں جگہ نہیں دیتا جب اس کے سامنے خدا کا ذکر ہوتا ہے تو اس کے دل میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جب خدا کی آیات اسکے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو اس کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ اس کا بھروسہ خدا پر ہوتا ہے۔ وہ نماز کو قائم کرتا ہے اور جو کچھ اس کو خدا کی طرف سے از قبیل مال و قویٰ ملا ہو اس کو خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔

دل میں خدا کا خوف پیدا ہونا، ایمان کا بڑھنا، شک کو دل میں جگہ نہ دینا، ایسے مخفی امور ہیں جن کو صرف خدا جانتا ہے۔ البتہ خدا اور رسول پر ایمان باللسان، قیامِ نماز اور صرف مال و قویٰ ظاہری امور ہیں اسلئے اگر ایک شخص خدا اور رسول کو علانیہ مانتا ہو، نماز باقاعدہ مسلمانوں کی طرح پڑھتا ہو اور مال اور قویٰ کو جائز طور پر خرچ کرتا ہو تو ہم اس کو مسلم کہیں گے لیکن ہم یہ فتویٰ دینے کے قابل نہیں ہوں گے کہ وہ مومن بھی ہے۔ یا بالفاظِ دیگر ہم کسی شخص کو ظاہری افعال اور اعمال کی بناء پر جو اس سے مسلمانوں کی طرح ظہور پذیر ہوں مومن نہیں کہہ سکتے صرف مُسلم کہہ سکتے ہیں۔

(۱) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا۔ (۸/۲)

(۱) مومن وہ لوگ ہیں کہ جب خدا کا ذکر انکے سامنے کیا جائے تو ان کے دل خوف سے بھر جاتے ہیں۔ اور جب خدا کی آیات ان کے سامنے پڑھی جائیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ وہ خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہو اس سے خرچ کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جو درحقیقت مومن ہیں۔

(۲) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(۲) مومن وہ ہیں جو خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر شک نہیں کرتے۔ اور اپنے مالوں اور جانوں سے خدا کی راہ میں کوشش کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ([illegible])

یہ لوگ سچے مومن ہیں۔

جو لوگ خدا اور قرآن اور تمام انبیاء سابقین کی وحی پر ایمان لائیں اور انبیاء میں بلحاظ فیضانِ نبوت فرق نہ کریں اور مطیع و منقاد ہو جائیں۔ وہ مسلمان ہیں۔ مگر جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں کا انکار کریں۔ اور خدا اور اس کے رسولوں کے مابین ایک حدِ فاصل قائم کریں اور کہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے۔ یعنی خدا کو مانتے ہیں اور اس کے رسولوں کو ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ یا بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ان کو کاذب خیال کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان ایک راہ اختیار کریں۔ وہ مسلمان نہیں ہیں بلکہ بلاشبہ کافر ہیں۔

(۱) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ٥ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ نُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ٥ (۱۵۰ تا ۱۵۱ / ۴)

(۱) جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خدا اور اس کے رسولوں کے مابین تفریق یعنی حدِ فاصل قائم کریں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ایک درمیانی راہ اختیار کرنا چاہتے ہیں وہ واقعی کافر ہیں اور ان کیلئے ہم نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ لیکن جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بلحاظ فیضانِ نبوت اُن میں کوئی فرق نہیں کرتے وہ ایسے لوگ ہیں کہ ہم عنقریب ان کو ان کے اعمال کا اجر دینگے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح۔ اس آیہ کریمہ کی روشنی میں امام سیوطیؒ نے کہا "من قال بسلب نبوته كفر حقاً" (جو شخص کہتا ہے کہ بعد نزولِ مسیح علیہ السلام کی نبوت چھینی جائے گی وہ بلاشبہ کافر ہے۔ یعنی جس طرح ہر ایک نبی پر ایمان لانا لازمی ہے اسی طرح بعد نزولِ مسیح پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان کی نبوت کا انکار کفر ہے)۔ (حجج الکرامہ نواب صدیق حسن خان)

حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں:۔

"عيسىٰ عليه السلام ينزل فينا حكماً بغير تشريع وهو النبي بلا شك۔"

(عیسیٰ علیہ السلام ہم میں بغیر شریعت جدید کے حکم ہو کر نازل ہوں گے اور اس وقت وہ بلاشبہ نبی ہوں گے۔) (فتوحاتِ مکیہ ص۵)

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:۔

"حضرت عیسیٰ بعد از نزول متابعت ایں شریعت خواہد نمود و اتباعِ سنّتِ آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام خواہد کرد۔ نسخ ایں شریعت مجوز نیست نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہداتِ او را از کمال دقت و غموضِ ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنّت دانند۔ مثل روح اللہ مثلِ امام اعظم کوفی است کہ بہ برکت ورع و تقویٰ و بدولت متابعتِ سنّت درجۂ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگراں در فہم آں عاجز اند۔ و مجتہداتِ او را بواسطۂ دقتِ معانی

مخالف کتاب و سنّت دانند۔ و اصحاب او را
اصحاب رائے پندارند۔"
(حضرت عیسیٰؑ بعد نزول اسی شریعت کی پیروی
کریں گے اور آنحضرتؐ کی سنت کے متبع ہونگے
کیونکہ اس شریعت کی تنسیخ جائز نہیں لیکن قریب
ہے کہ ظاہر بین علماء ان کے مجتہدات کا ان
(مجتہدات) کے ماخذ کے نہایت دقیق اور
پُر اسرار ہونے کی وجہ سے انکار کر دیں اور
ان (مجتہدات) کو خلاف قرآن و سنت خیال
کریں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کا حال امام
اعظم کوفیؒ کی طرح ہو گا جو اپنی پرہیزگاری
اور تقویٰ شعاری اور سنّت نبوی کی متابعت
کے سبب سے اجتہاد و استنباط میں اس اعلیٰ
مقام پر پہنچے ہوئے تھے کہ دوسرے علماء
اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اسلئے ان کے
مجتہدات کو معانی کے دقیق ہونے کی وجہ سے
مخالف کتاب و سنّت خیال کرتے ہیں اور
اُن کے اصحاب کو اصحاب رائے بیان کرتے
ہیں)(مثلاً مکتوب ۵۵ جلد دوم۔ مکتوبات
امام ربانی)

پھر حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ اُن کو بحالتِ کشف حضرت خضر علیہ السلام نے بتایا کہ :۔

" اگر بالفرض دریں امت پیغمبرے مبعوث
می شد۔ موافق فقہ حنفی عمل می کرد۔ دریں
وقت حقیقت سخن حضرت خواجہ محمد پارسا
قدس سرہٗ معلوم شد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
بعد از نزول بمذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
عمل خواہد کرد۔"

(اگر بالفرض اس اُمت میں کوئی پیغمبر مبعوث
ہوتا تو وہ فقہ حنفی کے مطابق عمل پیرا ہوتا
اور اس وقت حضرت خواجہ محمد پارسا قدس
سرہٗ کے اس قول کی حقیقت معلوم ہوئی
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول امام
ابو حنیفہؒ کی فقہ پر عمل کریں گے۔)
(مکتوب ۲۸۲ جلد سوم مکتوبات امام ربانی)

نواب صدیق حسن خان حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں :۔

" علماء وقت کہ خوگر تقلید فقہاء و اقتداء
مشائخ و آباء خود باشند۔ گویند ایں شخص
(مہدی معہود) خانہ برانداز دین و ملت ہست
و بمخالفت وے برخیزند و بحسب عادت
حکم بتکفیر و تضلیل وے کنند۔"

(علماء وقت جو فقہاء کی تقلید اور اپنے
مشائخ اور آباؤ اجداد کی پیروی کے عادی
ہوں گے۔ کہیں گے کہ یہ شخص مدعی مہدویت
دین اور مذہب کی عمارت کا گرانے والا ہے
اسلئے اس کی مخالفت پر کھڑے ہو جائیں گے۔
اور اپنی عادت کے مطابق اس کے کافر
اور ضال ہونے کا فتویٰ دیں گے۔)
(حجج الکرامہ نواب صدیق حسن خان ص ۳۶۳)

حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں :۔

" اذا خرج ھذا الامام المھدی
فلیس له عدو مبین الا الفقھاء
خاصة۔"

(جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو انکے
صریح مخالف اور دشمن بالخصوص فقیہہ حضرات
ہی ہوں گے۔) (فتوحات مکیہ جلد ۳ صفحہ ۳۳۶)

اگر حدیث لا مھدی الا عیسیٰ (مہدی کوئی علیحدہ شخص نہیں ہو گا عیسیٰ ہی مہدی ہو گا) صحیح تصور کی جائے تو

مہدی کے منکر درحقیقت حضرت مسیح کے منکر ہوں گے اور آیہ کریمہ مندرجہ بالا کے فتوی کے نیچے ہوں گے۔ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی المسیح الموعود علیہ السلام نے اپنی تالیف "ریویو بر مباحثہ" میں اپنے پیروؤں کو صاف حکم دیا کہ اگر کسی مسئلہ دینی کے متعلق نص قرآن و حدیث صحیح نہ مل سکے تو فقہ حنفی پر عمل کریں۔

مطابق قول حضرت محی الدین ابن عربی و حضرت مجدد الف ثانیؒ و نواب صدیق حسن خان حضرت مرزا صاحبؑ پر علماء زمانہ نے کفر کے فتوے لگائے۔ تحریراً و تقریراً اتنی مخالفت اور توہین کی اور مدت دراز تک کی کہ جس کی نظیر تاریخ اور کتب سماوی کے صفحات پر نہیں ملتی۔ مگر باوجود اس کے آپؑ کے پیرو بلحاظ تعداد و علم و فضل ترقی کر رہے ہیں اور اکناف عالم میں بڑے بڑے مصائب اور مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے دینِ اسلام کی، اُسی اسلام کی جو قرآن نے پیش کیا، باوجود بے بضاعت ہونیکے اشاعت کر رہے ہیں مگر علماء وقت باوجود کثیر التعداد ہونے کے اشاعتِ اسلام میں کوئی حصہ نہیں لے رہے۔

قرآن میں مومن کو متقی بھی کہا گیا ہے اور متقیوں کی تعریف بدیں الفاظ کی گئی ہے :-

(۱) هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ۔ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔ أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۲/۴)

(۱) یہ کتاب (قرآن) اُن پرہیزگاروں کے لئے ہدایت (راہنما) ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں (یعنی باوجود حواس سے نہ محسوس کرنے کے خدا کو مان لیتے ہیں) اور جو کچھ ہم نے انکو دے رکھا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔ جو وحی تجھ پر نازل ہوئی اس پر اور جو تجھ سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی اس پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جو خدا کی طرف کی ہدایت پر ہیں اور یہ لوگ ہیں جو نجات پائیں گے۔

(۲) لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَآتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّآئِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عٰهَدُوا وَالصّٰبِرِينَ فِي الْبَأْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِينَ الْبَأْسِ۔

(۲) یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف۔ نیک تو وہ ہیں جو خدا، روزِ آخرت، فرشتوں، کتاب اور انبیاء پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اپنا عزیز اور پسندیدہ مال قریبیوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، مانگنے والوں کو، اور گردنوں کو چھوڑانے کے لئے دیتے ہیں۔ نماز کو قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جب عہد کریں تو اس کو پورا کرتے ہیں۔ اور دکھوں اور تکلیفوں اور خوف کے وقت میں صبر کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ	یہ لوگ ہیں جو سچے ہیں
صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ	اور یہ لوگ ہیں جو
ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (۲/۲۲)	متقی ہیں ۔

جو شخص زبان سے اپنے مسلم ہونے کا اقرار کرتا ہو اس پر کفر کا فتویٰ لگانے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔ کفر کا فتویٰ صرف خدا لگا سکتا ہے۔ جیسا کہ اس نے اُن لوگوں پر لگایا جو خدا اور اس کے رسولوں کو ماننے کی ضرورت نہیں مانتے۔ یا خدا کو مانتے ہیں اور اس کے رسولوں کو ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ یا بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے۔ جیسا کہ ۴/۱۵۰، ۱۵۱ میں واضح کیا گیا ہے۔

ہندوستان اور پاکستان میں مسلمانوں کے کئی فرقے ہیں جو تعجب ہے کہ باوجود قرآن مجید کو کلام اللہ ماننے کے ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ لیکن خدا کی نگاہ میں اور عقلمندوں اور انصاف پسندوں کے خیال میں ان کی متحکمانہ تکفیر سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا۔ جبکہ وہ علانیہ اپنے آپکو مسلم بیان کرتا ہو اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہوں۔ مسلمانوں کا کثیر حصہ امام ابو حنیفہ رح کے مسلک کا پیرو ہے جو بالوضاحت فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجوہ کفر کی پائی جائیں اور ایک وجہ اسلام کی پائی جائے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا اور ہم اس کے ساتھ مسلمانوں والا معاملہ کریں گے۔ اگر وہ فوت ہو تو اس کے مسلمان اقرباء اس کے ترکہ کے وارث ہوں گے اور وہ اپنے مسلمان متوفی اقرباء کا وارث ہوگا۔ اس کا جنازہ مسلمانوں کی طرح پڑھا جائے گا۔ اس پر قیود شرعی مسلمانوں کی طرح عائد ہوں گی۔ وہ مسلمانوں کی طرح حقوق حاصل کریگا۔ وہ طلاق اور نکاح کے معاملات میں شرعی قواعد کا پابند ہوگا۔

کسی عالم یا کسی گروہ علماء کے پاس کوئی خدائی سند نہیں ہے جس کی بناء پر اس کو کسی کی تکفیر کا حق پہنچتا ہو۔ اور نہ حکامِ وقت اس کی تکفیر پر کسی کو دائرۂ اسلام سے خارج کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ کیا اگر ایک شیعہ مسلک کا پیرو مر جائے تو اس کے سُنّی اقرباء اس کے وارث نہیں ہوں گے؟ کیونکہ شیعہ علماء اکابر کا فتویٰ کفر سُنّیوں پر موجود ہے۔ اور اسی طرح اگر ایک سُنّی مسلمان فوت ہو جائے تو اس کے ترکہ کے وارث اسکے شیعہ اقرباء بدیں وجہ نہیں ہوں گے کہ سُنّی علماء اکابر کا فتویٰ اہل شیعہ پر موجود ہے؟ ہر ایک مسلمان کہلانے والے کو حق حاصل ہے کہ وہ ایک فرقۂ اسلام کو ترک کر کے کسی دوسرے فرقۂ اسلام میں شامل ہو جائے اور ایسا کرنے سے وہ تمام اسلامی حقوق کھو نہیں بیٹھتا اور نہ ان ذمہ داریوں سے بری الذمہ ہو سکتا ہے جو ایک مسلمان پر عائد ہوتی ہیں۔

کئی معرکۃ الآراء مقدمات جوڈیشل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا ایک مسلمان کا کسی ایسے فرقۂ اسلام میں شامل ہونا اس کو حقوقِ اسلام سے محروم کر دیتا ہے جس پر علماء وقت نے کفر کا فتویٰ لگایا ہو؟ پاتی کونسل اور پریوی کونسل واقع لنڈن نے یہی فیصلہ کیا کہ ایک مسلمان کہلانے والے کو کوئی شخص دائرۂ اسلام سے خارج کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ (انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۲۹)

کسی عدالت کو اختیار نہیں کہ وہ کسی شخص کے مذہبی عقیدہ کے متعلق تحقیقات کرے۔ (پاکستان لاء ڈیسیلین ۱۹۵۲ء سندھ ص ۵۴)

پٹنہ ہائی کورٹ اور الہ آباد ہائی کورٹ نے قرار دیا کہ احمدی مسلمان ہیں اور بحیثیت مسلمان کے ان کو مسلمانوں کی مساجد میں نماز پڑھنے کا حق حاصل ہے۔

{ انڈین لاء رپورٹ پٹنہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۸
{ آل انڈیا رپورٹر ۱۹۳۲ء الہ آباد صفحہ ۲۸۲ }

مدراس ہائی کورٹ نے قرار دیا کہ کوئی مسلمان احمدی ہو کر مرتد از اسلام نہیں ہو جاتا کہ اس کی عورت کا نکاح فسخ ہو جائے اور اس کو بدوں طلاق کے نکاح ثانی کا حق پیدا ہو جائے۔

(انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۲۵ ص ۹۶)

لاہور اور پشاور ہائی کورٹ نے قرار دیا کہ اہل شیعہ کو

بحیثیت مسلمان کے سُنیوں کی مساجد میں نماز پڑھنے کا حق حاصل ہے۔ (آل انڈیا رپورٹر لاہور ۱۹۳۲ء صفحہ ۵۹۷)
(آل انڈیا رپورٹر پشاور ۱۹۳۶ء صفحہ ۹۵)

سُنیوں کے مشہور چار فرقے:۔
(۱) حنفی۔ پیروان امام اعظم ابو حنیفہؒ
(۲) شافعی۔ پیروان امام شافعیؒ
(۳) مالکی۔ پیروان امام مالکؒ مصنف مؤطا امام مالکؒ — یہ سُنی ہیں
(۴) حنبلی۔ پیروان امام احمد بن حنبلؒ

ان چاروں فرقوں کے چار مصلے کعبہ میں موجود ہیں۔

امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی رائے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بھی سُن لیجئے۔ امام مالک بن انس کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کا فتنہ اس اُمت کیلئے ابلیس کے فتنہ سے کم نہیں ہے۔ (خطیب جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۶)

امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ابو یوسف (شاگرد امام ابو حنیفہ) تو حدیث کے ساتھ موصوف تھے مگر ابو حنیفہ اور محمد (شاگرد امام ابو حنیفہ) دونوں احادیث کے مخالف تھے اور دونوں کی رائے بڑی خراب تھی۔ (خطیب جلد ۲ صفحہ ۱۷۸)

نیز امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابو حنیفہ ایک نیا اسلام تصنیف کر رہے ہیں۔ (خطیب جلد ۱۳ صفحہ ۴۱۳)
جبکہ امام مالکؒ امام اعظم ابو حنیفہؒ کی نسبت ایسے سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں تو کیا ان کے پیرو احناف کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھتے؟ اور اسی طرح جبکہ امام احمد بن حنبلؒ امام ابو حنیفہؒ کو نیا اسلام تراشنے والا اور احادیث نبویہ کا منکر اور مخالف خیال کرتے ہیں تو کیا ان کے پیرو احناف کو مسلمان تصور کرتے ہیں۔ مگر کیا امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے فتویٰ کا جو انہوں نے امام اعظم جیسے فاضل اجل متقی اور نقی انسان پر لگایا کوئی اثر ہوا؟

(۳) وقت تمام دُنیائے اسلام میں سب سے زیادہ پیرو امام ابو حنیفہؒ کے ہیں۔ امام شافعیؒ نے امام ابو حنیفہ کی نسبت فرمایا۔ الفقهاء كلهم عيال ابي حنيفة" (سب فقہاء بمنزلہ عیال ابو حنیفہ ہیں)
خدا کی فعلی کتاب نے امام ابو حنیفہؒ کی راستبازی اور تقویٰ کی شہادت دی اور اُن کو وہ مقبولیت حاصل ہوئی جو اُن کے مخالفوں کے حصہ میں نہیں آئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی تعریف بدیں الفاظ فرمائی ہے اور اس نبوی فتویٰ کی موجودگی میں مولویوں کے فتاوے کفر کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

(۱) من صلّى صلوتنا	(۱) جو شخص ہمارے قبلہ کی
واستقبل قبلتنا	طرف مُنہ کر کے ہماری
واكل ذبيحتنا	طرح نماز پڑھے۔ اور
فذلك المسلم	ہمارے ذبح کئے ہوئے
الذي له ذمة	جانور کا گوشت کھائے
الله وذمة رسوله	وہ مسلمان ہے جو خدا
فلا تخفروا الله	اور اس کے رسول کے
في ذمته۔	عہد و پیمان کی پناہ میں
(رواه البخاری	ہے پس خدا کے عہد و
مشکوٰۃ کتاب الایمان ۱۲)	پیمان کو مت ٹھکراؤ۔

کفر کا فتویٰ لگانے والو! حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح ارشاد ملاحظہ کر کے اپنے دلوں کو ٹٹولو اور خدا کے عہد کو توڑنے کی جرأت نہ کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعلان

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں!
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ میں قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی خدمتِ قرآن!

(از مکرم رشیق احمد صاحب ثاقب بی۔ ایس۔ سی سٹوڈنٹ تعلیم الاسلام کالج۔ لاہور)

تمہید ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ کی سُنّت چلی آرہی ہے کہ جب بھی اُس کے بندے اُس سے دُور ہو جاتے ہیں اور صراطِ مستقیم سے ہٹ کر ضلالت اور گمراہی کی اتھاہ گہرائیوں میں گم ہو جاتے ہیں وہ ان کی اصلاح کا کوئی ایسا انتظام فرماتا ہے جس کے نتیجہ میں خالق اور مخلوق میں پھر سے ایک تعلق قائم ہو جاتا ہے اور بھولا بھٹکا انسان راہِ راست پر آجاتا ہے۔ مدّتوں یہ سلسلہ چلتا رہا اور ہزاروں انبیاء مبعوث ہوتے اور بنی آدم کی اصلاح کی تدابیر کرتے رہے مگر انسان اپنی فطرتی کمزوری کے باعث جلد ہی یہ باتیں بھول جاتا رہا۔ اور پھر سے شیطان کے پنجے میں گرفتار ہو گیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ایک دائمی اور عظیم الشان سلسلہ قائم فرمایا جس کی بدولت رہتی دُنیا تک بھولے بھٹکے انسان کامیابی اور فلاح کی راہ تلاش کر سکیں۔ اِس مشن کی تکمیل کے لئے ہی خدا تعالیٰ نے فخرِ موجودات سرورِ کائنات حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ کو ایک دائمی اور مکمل شریعت دی گئی۔ ایک ایسی کتاب جس کا ایک شوشہ تک منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اور بنی نوع انسان کے لئے ایک دین اور ایک شریعت مقرر فرمائی۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام کہتے ہوئے دین اسلام کو تمام جہان کا مذہب قرار دیا۔ قرآن مجید کو انسان کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمادیا کہ اب تمہاری فلاح کا راز اسی صحیفہ میں مضمر ہے۔ اگر اس پر پوری طرح عمل پیرا ہو گے تو دین و دُنیا میں فلاح پاؤ گے اور اگر اسے تم نے نظر انداز کر دیا تو تمہارا حال بھی یہود و نصاریٰ کا سا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جب مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہ رہیں گے۔ قرآن مجید اپنی عربی عبارت میں تو صحیح حالت میں موجود ہوگا مگر اس کے معانی میں اختلاف ہو جائے گا اور مسلمان کہلانے والوں کے ایک کثیر طبقہ کو قرآن حکیم پر ایمان ہی نہ رہیگا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ان حالات کی خبر پاکر اپنی اُمت کو بھی مطلع فرما دیا کہ میری اُمت پر ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب ایمان ان کے دلوں سے اُٹھ چکا ہوگا۔ مسجدیں ظاہری شکل میں موجود ہونگی مگر حقیقی نمازی نہ رہیں گے۔ قرآن موجود ہوگا مگر اس پر عمل کرنے والے نہ رہیں گے۔ اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمادی

لوکان الایمان معلقاً با الثریا لنالہٗ رجلٌ من ھٰؤلاءِ۔

کہ اگر ایمان (یا بعض احادیث کے مطابق قرآن) زمین سے اُٹھ کر ثریا پر جا پہنچا ہو تو بھی ایک فارسی النسل مردِ میدان اسے دوبارہ زمین پر اُتار لائے گا۔

پس پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے بھولی بھٹکی انسانیت کو پھر سے یاد دلایا کہ تمہاری نجات کی راہ صرف اور صرف قرآن ہے اگر قرآن مجید کو صحیح معنوں میں اپنا لیا جائے تو ہمارے تمام تنازعات حل ہو جاتے ہیں اور ہماری رُوح کی تسکین بھی اسی

آسمانی کتاب ہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تمام زندگی خدمتِ قرآن کے لئے وقف کر دی اور ایک ایسی جماعت قائم کی ہے جو رہتی دنیا تک اس خدمت کو جاری رکھے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت قرآن کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :-

ا- آپ نے مسلمانوں کو قرآن مجید کی طرف توجہ دلائی کہ اس پر عمل کیا جائے۔

ب- آپ نے قرآن کریم کے متعلق اپنوں اور غیروں کی غلط فہمیاں دور فرمائیں اور قرآن کریم کے صحیح مقام سے روشناس فرمایا۔

ج- عملی طور پر آپ کی خدمتِ قرآن یعنی اس کا ترجمہ اور تفاسیر کی اور آپ کی تصانیف میں بھی قرآن کریم کی برتری ثابت کی گئی ہے۔

د- قرآنی تعلیم کے رواج کے لئے ایک عالمگیر سلسلہ اخوت قائم کیا اور تمام دنیا کو قرآنی معارف سے روشناس کرایا۔

اب میں آپ کی خدمتِ قرآن پر تفصیلاً روشنی ڈالوں گا۔ یعنی اوّل قرآن کریم سے متعلق پیدا شدہ غلط فہمیوں کا رد اور دوسرے حصہ میں عملی طور پر آپ کی خدمت یعنی اشاعت تعلیمات قرآنیہ۔

۱- آپ نے دنیا کو بتایا کہ قرآن کریم ایک جامع اور مکمل کتاب ہے جس میں زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق پوری پوری تعلیم درج ہے۔ گذشتہ انبیاء کی کتب چونکہ مکمل نہیں تھیں اس لئے لوگوں میں قرآن کریم کے متعلق بھی یہ غلط فہمی پائی جاتی تھی کہ شاید یہ کتاب بھی مکمل نہیں ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس غلط عقیدہ کی پرزور تردید فرمائی اور خود قرآن کریم سے ہی ثابت کر دیا کہ یہ ایک جامع اور کامل کتاب ہے۔

آیت الیوم اکملت لکم دینکم کے مطابق اسلامی شریعت کا مکمل ہونا ثابت ہے۔

قرآن کریم کی صحت کے متعلق بھی اس زمانہ میں خود مسلمانوں میں شبہات پائے جاتے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف کتب شائع کر کے قرآن کریم کی صحت کو تاریخی اعتبار سے ثابت کر دیا اور دشمنانِ اسلام کے اس بارے میں قرآن کریم پر اعتراضات کے مدلل جوابات دیئے اور ان کا منہ بند کر دیا۔

۲- قرآن کریم کے بارے میں ایک اور بڑی غلط فہمی یہ پائی جاتی تھی کہ اس کی آیات میں تناقض پایا جاتا ہے اور بعض آیات بعض دوسری آیات کا رد کر دیتی ہیں۔ جس کی وجہ سے ناسخ و منسوخ کا عقیدہ پیدا ہو گیا۔ علماء نے غلط فہمی کی بنا پر ان آیات کی فہرستیں شائع کیں جو کہ منسوخ ہو چکی تھیں۔ بعض کے خیال میں ان آیات کی تعداد ... تک تھی۔ بعض ... بتاتے تھے اور بعض کے نزدیک ایسی آیات صرف پانچ تھیں بہرحال سب کا اجماع تھا کہ کچھ آیات منسوخ ضرور ہیں اس کا نتیجہ یہ تھا کہ جب بھی لوگوں کو کسی آیت کے معنے سمجھ نہ آتے تھے یا اس پر عمل نہ کرنا چاہتے تھے تو اسے منسوخ قرار دیدیتے۔ یہ فتنہ اس قدر زور پکڑ گیا تھا کہ اگر وقت پر اس کا علاج نہ کیا جاتا تو خطرہ تھا کہ قرآن کریم کی کسی آیت پر بھی ایمان نہ رہے۔ اس غلط عقیدہ کی اصلاح بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت شدومد کے ساتھ فرمائی۔

۳- پھر آپ نے یہ غلط فہمی بھی دور فرمائی کہ قرآن کریم میں تقدیم و تاخیر ہو سکتی ہے۔ تقدیم و تاخیر کا جھگڑا مدتوں سے چل رہا تھا اور اکثر مفسرین اس کے قائل تھے حالانکہ ان پر قرآن کریم کے پورے معانی اور مطالب

ابھی نہیں کھلے تھے۔ یہ عقیدہ بھی نہایت نقصان دہ تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی پُرزور تردید فرمائی اور جو آیات اس ضمن میں مفسرین کی طرف سے پیش کی جاتی تھیں ان کی تفسیر خود لوگوں کو سمجھائی اور ثابت کیا کہ قرآنی آیات ہر لحاظ سے صحیح اور درست ہیں۔ کیا بلحاظ گرامر کے اور کیا واقعات اور اسلوبِ بیان کے لحاظ سے۔

۴۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی ثابت فرمایا کہ قرآن کریم میں بیان کردہ واقعات تاریخی لحاظ سے بالکل صحیح اور درست ہیں۔ بہت سے ایسے واقعات قرآن کریم میں موجود تھے جن کی تصدیق تاریخی کتب سے نہیں ہوتی تھی لیکن بعد ازاں تحقیق کرنے پر قرآنی واقعات ہی درست ثابت ہوئے۔ پرانے زمانہ میں واقعات ریکارڈ کرنے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ بہت سے واقعات کا علم قطعاً نہ تھا گو بائیبل میں بہت سے واقعات کا ذکر موجود ہے مگر ان میں بہت کچھ ردّ و بدل ہو چکا ہے اور ابھی تک جاری ہے لہٰذا ان کو تو کوئی بھی پورا صحیح نہیں مانتا اور نہ ہی عقل ان میں سے بعض کو تسلیم کرتی ہے مگر قرآن کریم جو واقعات بیان کرتا ہے وہ بالکل صحیح ہیں۔

۵۔ قرآن کریم پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا تھا کہ اس میں ایک ہی قصہ کو بار بار بیان کیا گیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ کسی قصہ کو بیان کرنے میں بھی کوئی حکمت ہوتی ہے اور یہ تکرار بامعنی ہوتا ہے۔ مثلاً پھول ہے، اس میں آٹھ دس مختلف پتیاں دائرہ میں اپنی اپنی جگہ قائم ہوتی ہیں اور سب کی سب ایک جیسی ہی ہوتی ہیں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ پھول بہت بُرا ہے۔ کیونکہ اس میں تکرار پایا جاتا ہے اور ساری پنکھڑیاں ایک جیسی ہی ہیں۔ اِسی طرح قرآن کریم میں بعض امور کے تکرار کی مثال بھی اس پھول کی ہی طرح ہے جس میں بہت سی ایک جیسی پتیاں پائی جاتی ہوں۔ الغرض آپؑ نے اس اعتراض کو بھی ردّ کر دیا اور قرآن کریم کی شان کو دوبالا کر دیا۔

۶۔ قرآن کریم کے متعلق ایک قابلِ اعتراض اور غلط خیال مسلمانوں میں یہ قائم ہو گیا تھا کہ وہ حدیث کو قرآن پر مقدم جانتے تھے اور حدیث کے فیصلہ کو قرآنی فیصلہ پر قاضی ٹھہراتے تھے۔ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا فرقہ جو اہلِ حدیث کہلاتا ہے حدیث کو قرآن پر ترجیح دیتے تھے۔ یعنی اگر کسی ایک مسئلہ کے متعلق قرآن کریم اور حدیث کے فیصلہ میں اختلاف ہو تو وہ حدیث کو تو صحیح مان لیتے تھے اور قرآن کریم کے فیصلہ کو ردّ کر دیتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی پوری طاقت سے اس فتنہ کا مقابلہ کیا اور اپنی پوری عمر قرآن کریم کو حدیث پر مقدم ثابت کرنے کے لئے کوشش فرماتے رہے۔ اور اپنی بہت سی تصانیف میں صرف اسی مسئلہ پر بحث کی ہے۔ لوگوں کے ذہنوں میں قرآن کا مقام پیدا کرنا یقیناً آپؑ کی ایک عظیم الشان خدمتِ قرآن ہے۔ اور یقیناً اگر آج بھی مسلمان پوری طرح اِس اصول کو اپنا لیں تو ان کے آپس کے بیشتر متنازعہ فیہ امور کا تصفیہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس بارے میں ایک اصول بھی مقرر فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی حدیث اور کسی قرآنی آیت میں تضاد پایا جاتا ہے تو قرآنی آیت کو مشعلِ راہ بناؤ اور ایسی حدیث کو چھوڑ دو جو قرآن کریم کے خلاف پڑتی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہے کہ اس کا ایک ایک شوشہ صحیح ہے لیکن احادیث کے متعلق ایسی کوئی ضمانت نہیں

ہوسکتی - ہو سکتا ہے کہ بعض ضعیف احادیث بھی شامل ہو گئی ہوں - یہ ایک نسخہ ہے جو حضرت اقدس نے بتایا ہے -

دوم - اب میں اپنے مضمون کے دوسرے حصہ میں آپ کی عملی خدمت کو لیتا ہوں - اس لحاظ سے آپ نے قرآن کریم کی سب سے بڑی خدمت یہ کی ہے کہ آپ نے قرآن کریم کے صحیح معانی سے نسل انسانی کو آگاہ فرمایا ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل ہوا ہے اور آپ کی احادیث قرآن مجید کی تفسیر کا رنگ رکھتی ہیں - مگر احادیث صحیحہ میں معدودے چند آیات کی تفسیر ہے - مسلمان علماء نے قرآن کریم کی تفسیریں لکھی ہیں لیکن ان میں آپس میں بہت اختلافات ہیں اور بہت سے نقائص اور کمیاں ان میں رہ گئی ہیں جن کا ازالہ نہایت ضروری ہے اور یہ ضرورت تھی کہ بعض صحیح اصولوں کے مطابق تفسیر لکھی جائے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن اصولوں کی طرف راہنمائی فرمائی وہ حسب ذیل ہیں :-

۱- قرآن کریم میں کوئی لفظ بے فائدہ اور بے معنی نہیں ہے - زائد لفظ کوئی نہیں، ہر لفظ ایک معنی اور حقیقت پر دلالت کرتا ہے -

۲- قرآن کریم میں جو واقعات درج کئے گئے ہیں وہ محض پرانے قصے نہیں ہیں بلکہ زمانہ آئندہ کے متعلق پیشگوئیاں ہیں نیز ہمارے عبرت حاصل کرنے کے لئے اسباق ہیں -

۳- قرآن مجید کی آیات کی ایسی تفسیر کی جائے جو دوسری آیات سے مؤید ہو -

۴- قرآن کریم کے مطالب جاننے کے لئے آپ نے ایک بڑا گر یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق پیدا کرو اور اسی سے دعا کرو کہ وہ خود ہی اپنی کتاب کے مطالب کھول دے لا یمسّہ الا المطھرون - آپ نے اپنے متعلق فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی مجھ پر قرآن حکیم کے مطالب کھولے ہیں اور مقام دنیا کو آپ نے تفسیر نویسی کے مقابلہ کے جو انعامی چیلنج دیئے وہ اس دعویٰ کا بیّن ثبوت ہیں -

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر رنگ میں قرآن کریم کی عظیم الشان خدمت کی ہے - آپ نے قرآن مجید کے معانی بیان کرنے اور اُن کے اصولوں کے بیان کرنے کے علاوہ اور بھی ہر ممکن ذریعہ سے قرآن کی خدمت کی ہے - مثلاً آپ نے عربی زبان کو ترقی دینے کے لئے ہر ممکن کوشش فرمائی ہے - کیونکہ قرآن کریم کے مطالب تو تب ہی سمجھ آ سکتے ہیں جب عربی زبان پر بھی بہت عبور حاصل ہو اسلئے آپ اپنی جماعت کو عربی پڑھنے کی بہت تلقین فرمایا کرتے تھے - اور دراصل عربی زبان کی خدمت بھی تو قرآن کریم ہی کی خدمت ہے - چنانچہ آپ نے قادیان میں مدرسہ احمدیہ کا قیام اسی غرض کو پورا کرنے کیلئے فرمایا تھا کہ جماعت میں عربی دان پیدا ہوں جو قرآن کریم کے مطالب کو سمجھتے ہوں اور پھر وہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں، ان لوگوں کو اسلام سے روشناس کرائیں اور ان کو قرآن کریم کے معانی سمجھائیں - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عربی زبان کا اُمّ الالسنہ ہونا ثابت فرمایا -

اسی طرح آپ نے قرآن کریم کی خدمت اس رنگ میں بھی کی ہے کہ ایک ایسی جماعت قائم فرمائی ہے جس کا کام ہی یہ ہے کہ **اوّل** وہ خود قرآن کے مطالب سمجھیں - **دوم** ان پر عمل کریں - **سوم** دوسروں کو اس کے مطالب سمجھائیں اور **چہارم** دوسروں سے بھی قرآنی احکام پر عمل کروائیں - پس جماعت احمدیہ آج اسلام کی جو خدمت کر رہی ہے اور قرآن کی جو خدمت کر رہی ہے یہ کام دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی شروع کیا ہوا ہے اور اس پودے کا بیج حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ہی لگایا ہوا ہے -

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن کریم سے حقیقی عشق تھا - پس اسی وجہ سے آپ ہر وقت قرآن ہی کا ذکر زبان پر رکھتے تھے - آپ کی تحریرات اور آپ کی تقاریر اس بات کی

شاہد ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنی نظم پر بھی قرآن کریم کی مدح میں لکھی ہیں۔

یہ امر دلچسپی کا باعث ہوگا کہ مسلمانوں میں کروڑہا شاعر گذرے ہیں لیکن آج تک کسی کو یہ توفیق نہ ملی کہ وہ قرآن کریم کی مدح میں کوئی نظم لکھ دے۔ بے شک رسول اکرمؐ کی مدح میں، آپؐ کے صحابہؓ کی تعریف میں اور دیگر مسلمان اکابر کے متعلق ہزارہا شاعروں نے لمبی چوڑی نظمیں کہی ہیں اور بے شک بہت عمدہ نظمیں لکھی ہیں۔ مگر یہ بہت حیرت کا مقام ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی قرآن کریم کی مدح میں کوئی نظم نہیں لکھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اس موضوع پر ایک دو نہیں بیسیوں جگہ اپنی نظموں میں قرآن کریم کی تعریف میں اشعار کہے ہیں۔ پس یہ امر شاہد ہے اس بات پر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن کریم سے حقیقی عشق تھا۔ جس کا ثبوت خود حضرت اقدسؑ کے اشعار ہیں۔ جن میں سے چند اشعار یہ ہیں:۔

۱۔ جمال و حسن قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

۲۔ دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

۳۔ یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ماکفر است خسران و تباب

۴۔ نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی بہت عظیم الشان خدمت کی ہے جس کی نظیر چودہ سو برس میں ملنا بہت مشکل ہے۔ یہ آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہی تو ہے کہ قرآن جسے لوگ نظر انداز کر چکے تھے اور گویا اس زمین سے اُٹھ گیا ہوا تھا وہ پھر اس زمین پر اُتارا گیا ہے اور آقائے دوجہاںؐ کی یہ پیشگوئی کس شان سے پوری ہوئی ہے کہ

لوکان القرآن معلقاً بالثریا لناله
رجل من ھٰؤلاء۔

واقعی قرآن کرۂ ارض سے اُٹھ چکا تھا مگر اس فارسی النسل جوان کی ہمت اور کوششوں کے نتیجہ میں آج دوبارہ دُنیا میں رائج ہو گیا ہے۔

فہرستِ مضامین

۱۔ باسٹھ سال پہلے کا اعلانِ حق	حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام	۲
۲۔ علماء اور فتنۂ تکفیر	مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی کے اخبار "صدق" کا مقالہ	۳
۳۔ عربی زبان کے آسان اسباق	ایڈیٹر	۵
۴۔ حضرت یونس علیہ السلام کا ایمان افروز واقعہ صحیفۂ فطرت میں	مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض	۷
۵۔ یتیم پوتے کے ورثہ کا سوال (اہلِ علم اصحاب کو دعوتِ فکر)	ایڈیٹر	۱۰
۶۔ مسلمان کون ہے؟ (قرآن مجید، احادیث اور فقہ کی روشنی میں جماعت احمدیہ کے اسلام کا فیصلہ)	جناب چودھری اسعد الدین صاحب پلیڈر گجرات	۱۱
۷۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمتِ قرآن	مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب متعلم الاسلام کالج لاہور	۱۹
۸۔ مسلمانوں کے متعلق اسلامی جماعت کا موقف!	اقتباسات	۲۴

(طابع و ناشر ابو العطاء جالندھری نے خالد پرنٹنگ پریس سرگودھا میں چھپوا کر دفتر الفرقان احمد نگر ربوہ ضلع جھنگ سے شائع کیا۔)

مُسلمانوں کے متعلق "اسلامی جماعت" کا موقف!

جناب مودودی صاحب کی "اسلامی جماعت" کے موقف کی وضاحت مندرجہ ذیل اقتباسات سے بخوبی ہوجاتی ہے۔

۱۔ عام مسلمان :۔

"مجھے مسلمانوں میں کسی ایسی جماعت کا پتہ نہیں جس کا کوئی اصول ہو۔ ان کی حیثیت سیلاب میں بہنے والے تنکوں سے زیادہ نہیں ہے۔"

(رسالہ روداد جماعت اسلامی حصہ سوم صـ۱۲۹)

۲۔ علماء :۔

"رہے علماء تو ان کی نسبت ہر شخص جانتا ہے کہ یہی حضرات ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی آج کی موجودہ حالت تک رہنمائی کی ہے۔ یہ بہار انہیں کی لائی ہوئی ہے۔" (" " صـ۱۲۷)

۳۔ مسلم سیاسی جماعتیں :۔

"اس وجہ سے اگر وہ (مسلم سیاسی جماعتیں) ہم کو اچھی طرح سمجھتی ہیں اور ساتھ ہی اپنے آپ کو بھی سمجھتی ہیں تو ان کو ہمارا دوست نہیں دشمن ہی ہونا چاہیئے۔" (" " صـ۱۲۹)

۴۔ مودودی گولیاں :۔

"میں مسلمانوں کی موجودہ سیاسی اور مذہبی جماعتوں میں سے کسی میں یہ صلاحیت نہیں دیکھتا کہ وہ ہماری بنائی ہوئی گولیوں کو ہضم کرسکے۔ ان میں کسی جماعت کا نہ کوئی سیاسی فکر ہے نہ کوئی اصولی کار۔" (" " صـ۱۳۱)

۵۔ ایمان کی دو قسمیں :۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ قانونی لحاظ سے کسی شخص کو کافر ٹھہرانے اور اُمت سے اس کا رشتہ کاٹ دینے کا معاملہ دوسرا ہے اور اس میں انتہائی احتیاط ملحوظ رہنی چاہیئے۔ مگر میں یہاں اس ایمان و اسلام کا ذکر نہیں کر رہا ہوں جس پر دُنیا میں فقہی احکام مترتب ہوتے ہیں۔ بلکہ یہاں ذکر اس ایمان و اسلام کا ہے جو خدا کے ہاں معتبر ہے۔"

(" " صـ۱۶۵)

۶۔ دائرۂ اسلام کی قانونی شرط :۔

"ہر شخص جانتا ہے کہ توحید و رسالت کے اقرار کا نام ایمان ہے اگر کوئی شخص اس کا اقرار کرلے تو اس سے وہ قانونی شرط پوری ہوجاتی ہے جو دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے لئے رکھی گئی ہے۔ اور وہ اس کا مستحق ہوجاتا ہے کہ اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کیا جائے۔" (" " صـ۱۶۱)

ضروری اعلان

احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس مرتبہ کراچی سے کاغذ کے نہ پہنچنے کی وجہ سے رسالہ نہایت قلیل حجم پر شائع کیا جارہا ہے۔ کاغذ کی طلبی بروقت نہیں ہو سکی۔ اس کمی کی تلافی انشاءاللہ آئندہ شماروں میں ضرور کردی جائیگی۔

——— مینیجر